فلسطینی قدرتی وسائِل تکلیف دہ جھگڑے کی اصل وجہ

اسرائیل کی بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی شہریوں کو خطرے میں ڈالتی ہے

اس رائے اداراتی The Independent میں جولائی 25 پر شائع کیا گیا تھا

دنیا آج اسرائیل- فلسطین کے بڑھتے ہوئے فسادات کے تازہ ترین واقعات کو دیکھ رہی ہے- اور چاہے یہ غزہ میں ہو یا کہ مغربی کنارے میں، اور چاہے میزائیلوں میں مرنے والے اور اغوا اور قتل ہونے والے فلسطینی ہوں یا اسرائیلی ۔ فلسطین کی پہلی انسانی حقوق کی تنظیم، الحق کے جنرل ڈائرکٹر ہونے کی حیثیت سے مجھ پر یہ لازم ہے کہ ایک بار پھر میں اس تشدد کی بنیادی وجہ کو اجاگر کروں-

اس کی اصل وجہ بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ، بالخصوص انسانیت کے عالمی قانون [انٹرنیشنل ہومینیٹیرئین لا یا IHL] کی جو سن ۱۹۶۷ سے اسرائیل کی غیر قانونی سٹلمنٹ پالیسی کے تحت ہو رہی ہے ، ایک ایسی پالیسی جس کے بل بوتے پر اسرائیل پانچ لاکھ سے زائد اسرائیلی شہریوں کو مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں بسا چکا ہے-

چوتھی جنیوہ قرارداد کے مطابق، شہریوں کی مقبوضہ علاقہ جات میں نقل مکانی کی کوئی وجہ ہے- کوئی وجہ ہے کہ روم کے بین الاقوامی فوجداری عدالتی قانون کے تحت شہریوں کو مقبوضہ علاقوں میں منتقل کرنا ایک جنگی جرم ہے- تباہی اور موت ہر جنگ کا حصہ ضرور ہوتے ہیں لیکن انسانیت کا عالمی قانون ایسی جنگوں میں شہریوں کی جانیں بچانے کا ضامن ہوتا ہے- اسرائیلی اور فلسطینیوں کے لئیے ایک مہلک ماحول تیار کرنے کی براہ راست وجہ اسرائیل کا ان تمام بین الاقوامی ظوابت کی خلاف ورزی ہے-

سابق اسرائیلی مشیرِ قانون، ڈاکٹر تھیوڈور میرون نے ۱۹۶۷ میں اسرائیلی حکومت کو اِس کے عرب علاقہ جات کے قبضے کے فورا بعد یاد دلایا تھا کہ ان علاقوں میں شہریوں کو بسانا چوتھی جنیوہ قراردات کی خلاف ورزی کرنا ہوگا- اُس وقت سے اب تک ہر اسرائیلی انتظامیہ نے قانون کو نظرانداز کیا ہے اور بلواسطہ یا بلا واسطہ لاکھوں اسرائیلی شہریوں کی مقبوضہ علاقوں میں منتقلی کروائی ہے- اسرائیلی عدالتی نظام نے قانون کو سازباز کرکے تنسیباتی مہم کو قانونی بنانے اور فروغ دینے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے-

عالمی برادری کا اس کے غیر قانونی ہونے پر متفق ہونے کے باوجود، کئی ممالک، بالخصوص امریکہ کا سیاسی قوتِ ارادی نہ دکھانے جیسے اقدام نے بھی اسرائیل کو خوش کرنے اور کھلی آزادی کے ساتھ کارروائی کرنے میں اہم کردارادا کیا ہے- اگرچہ ڈاکٹر میرون کی نصیحت نے اسرائیلی تنسیباتی مہم کے نتائج کی پیشگوئی نہیں کی تھی، ہم آج تشدد کے اس ہولناک چکر کی شکل میں اس کے نتائج دیکھ رہے ہیں-

ڈاکٹر میرون کی نصیحت کیوں نظرانداز کی گئی ؟ اس کی وجہ اسرائیل میں آبای کے اضافہ کا خوف نہیں تھا- اگرچہ ماضی میں مزہب، سیاسی نظریات، اور امنیت جیسی توجیہات اس مسئلہ کا احاطہ کرنے میں استعمال کی گئی ہیں، حالیہ چند سالوں میں الحق کی کاوش نے ایک کہیں زیادہ طاقتور محرک یعنی فلسطینی قدرتی وسائل کے استعمال سے حاصل ہونے والے فوائد سے پردہ اُٹھایا ہے-

ایک حالیہ عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق فلسطینی مغربی کنارے کے C علاقے سے حاصل ہونے والے ذخائر سے ۳ ارب ڈالر سالانہ کما سکتے تھے - بحری، بری اور معدنی وسائل پر کنٹرول برقرار رکھنے کے لیئے ایک سوچے سمجھے پلان کے تحت ان بستیوں کے مغربی کنارے میں آباد کرنے سے اور نتیجتاً اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کے مابین بڑھتی ہوئی جھڑپوں کی قیمت سے حاصل شدہ اسرائیلی اقتصادی مفادات کی حقیقت آشکار ہوئی ہے۔

حالانکہ اسرائیل نے اپنے شہریوں اور فوج کو غزہ کی پٹی سے ۲۰۰۵ میں واپس کھینچ لیا تھا، ساحلی علاقوں کے تیل کے ذخائر کے کنٹرول اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے اسرائیل وہاں کے مخصوص حصوں پر آج بھی قابض ہے۔ اسرائیلی بحریہ کی غیرقانونی ناکہ بندی سے نہ صرف غزہ بحری زون کی ترقی مجروح ہوئی ہے جس کی وجہ سے فلسطین کی معیشت کو اربوں کا نقصان ہوا ہے بالکہ مقبوضہ فلسطینی علاقوں کو تیل کے لیئے اسرائیل پر انحصار برقرار رکھنا پڑا ہے جس سے اسرائیلی معیشت مزید مظبوط ہوئی ہے۔

ملک کے قدرتی وسائل پر کسی غیر ملکی طاقت کا حاوی ہونا آبادیاتی تاریخ کی نشانی ہے، ایک ایسی تاریخ جو آج بھی مقبوظ فلسطین میں دھرائی جارہی ہے۔ اگرچہ IHL افریقہ کے قبضے یا دوسری جنگِ عظیم کے زمانے میں اتنا جامع نہیں تھا جتنا کہ وہ آج ہے، ماضی کے آبادیاتی اہداف جدید IHL میں وصائل کی لوٹ اور منتقلی کی ممانعت کی وجہ سے بالکل لاممکن ہیں۔ لیکن اس ممانعت کے نفاذ کے لیئے سیاسی قوتِ ارادی درکار ہے۔

اسرائیل کی طرف سے سیاسی قوتِ ارادی کی کمی کاروباری نقطہِ نظر سے سمجھ میں آتی ہی کیونکہ اس کا مطلب اس زرخیز خطہ کی دولت کی تقسیم ہوگا۔ اس تنازعہ کا حساب محض تباہی اور اموات سے ہی نہیں بلکہ ڈالروں سے بھی لگایا جاتا ہے۔ جو قدرتی وسائل جو آج غصب کیئے جارہے ہیں وہ نایاب، محدود، اور ناقابلِ ہیں جس سے ان کی جانوں سے ادا کی گئی قیمت کی وضاحت ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے یہ وہ سنگ دلی اور کاروباری ذہنیت سے کیا جانے والا حساب ہے جو یہ سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ آخر یہ جنگی جرائم کھلی آزادی کے ساتھ جاری رکھنے کی اجازت کیوں ہے۔

منصفانہ امن کے قیام کے حصول کے لئے، جس سے اس تشدد کے ہولناک چکرخاتمہ ہو، بین الاقوامی برادری کو اسرائیل کی غیر قانونی کارروائیوں کو کوروکنے کے لئے حرکت میں آنا ہو گا، کیونکہ اسرائیل اپنی مرضی سے کبھی بھی اس منافع بخش مہم سے دستبردار نہیں ہو گا۔ اس منصفانہ امن کے حصول کی بنیاد بین الاقوامی قانون میں پائی جاتی ہےاور صرف اس کی تعظیم اور نفاذ کے تحت ہی ایسا انصاف حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک انتہائی آبادیاتی مقاصد کے حصول میں ، دونوں جانب ہونے والی اموات کا سلسلہ متوازی نقصان کے طور پر جاری رہے گا۔

Article is also Available in these Languages on Al-Haq Website: